INTERNATIONAL BACCALAUREATE
BACCALAURÉAT INTERNATIONAL
BACHILLERATO INTERNACIONAL

URDU A1 – STANDARD LEVEL – PAPER 1
OURDOU A1 – NIVEAU MOYEN – ÉPREUVE 1
URDU A1 – NIVEL MEDIO – PRUEBA 1

Thursday 17 May 2001 (afternoon)
Jeudi 17 mai 2001 (après-midi)
Jueves 17 de mayo de 2001 (tarde)

1 hour 30 minutes / 1 heure 30 minutes / 1 hora 30 minutos

INSTRUCTIONS TO CANDIDATES

- Do not open this examination paper until instructed to do so.
- Write a commentary on one passage only. It is not compulsory for you to respond directly to the guiding questions provided. However, you may use them if you wish.

INSTRUCTIONS DESTINÉES AUX CANDIDATS

- Ne pas ouvrir cette épreuve avant d'y être autorisé.
- Rédiger un commentaire sur un seul des passages. Le commentaire ne doit pas nécessairement répondre aux questions d'orientation fournies. Vous pouvez toutefois les utiliser si vous le désirez.

INSTRUCCIONES PARA LOS ALUMNOS

- No abra esta prueba hasta que se lo autoricen.
- Escriba un comentario sobre un solo fragmento. No es obligatorio responder directamente a las preguntas que se ofrecen a modo de guía. Sin embargo, puede usarlas si lo desea.

درج ذیل اقتباسات میں سے کسی ایک اقتباس کے ساتھ دیے ہوئے سوالات کے جوابات تحریر کیجیے:

۱ (۱)

یہ ندی بل کھاتی ہوئی شہر کے بیچ میں سے گزرتی تھی اور شہر کے مزاج کے ساتھ ساتھ اپنا رنگ بھی بدلتی جاتی تھی۔ کہیں شریفوں کی طرح سکڑ کے اور کہیں غنڈوں کی طرح اکڑ کے۔

جب تن سمیٹنا پڑتا تو من ہی من میں گہری ہوتی جاتی اور جب کم ظرفوں کے انداز میں پھیل کر چلتی تو گہرائی کھو دیتی۔ اس لیے جہاں سمٹ کر گہری ہو گئی تھی وہاں تو اینٹ، روڑے، بانس، پودے، درخت، انسان، کوئی بھی تنگ نہ کرتا اور اس کی سپاٹ سطح خودداری اور اطمینان سے بہتی رہتی۔

مگر جہاں زیادہ چوڑی اور کم گہری تھی، وہاں اس کا سینہ چیر کر پودوں نے سر اٹھا لیا تھا۔ اینٹوں اور روڑوں نے کیچڑ سے مل کر سطح پر جزیرے لاد دیے تھے۔

انسانوں نے اس کی کمر میں بانس چبھو کر مچانیں کھڑی کر لی تھیں، جن پر دکانیں اور مکانات دندنا رہے تھے۔ ایسی جگہ ندی کا پانی کسی گم کردہ راہ کی طرح ادھر ادھر ٹکریں مارتا چلتا رہتا۔

ویرانوں میں آزاد بہنے والی ندی جب انسانوں کی بستی میں سے گزرتی تو انسانی کردار کے سانچے میں ڈھل جاتی۔

اس انحطاط پر دل جوئی کرنے کے لیے شہر کی ایک سڑک گھوم پھر کر بار بار ندی سے آملتی۔ تھوڑی دور تک اس کے کنارے سے کنارا ملا کر سرگوشیاں کرتی، اور پھر اپنا عذاب بھگتنے کو پیچ و تاب کھاتی ہوئی انسانی بستی کے محلوں میں گم ہو جاتی۔ تھوڑی دیر بعد اپنا دل ہلکا کرنے کو پھر کسی موڑ پر ندی کے ساتھ چلنے لگتی۔

------ یہ اقتباس مسعود مفتی کے افسانے 'تشنگی' سے لیا گیا، جو ان کے افسانوں کے مجموعے 'ریزے' میں شامل ہے۔ مطبوعہ، اسلام آباد، ۱۹۷۹ء

اس اقتباس میں مصنف کی تحریر کا موضوع کیا ہے؟ وہ کیا کہنا چاہتا ہے

مصنف نے اپنی بات کو کہنے کے لیے کس طریقِ کار (تیکنیک) کا استعمال کیا ہے؟

آپ کو مصنف کے طرزِ تحریر میں کیا خصوصیات نظر آتی ہیں؟

اس اقتباس کو پڑھ کر آپ کے ذہن میں کیا تاثر پیدا ہوتا ہے؟

۱ (۲)

چاند اور تارے

ڈرتے ڈرتے دمِ سحر سے
تارے کہنے لگے قمر سے
نظارے رہے وہی فلک پر
ہم تھک بھی گئے چمک چمک کر
کام اپنا ہے صبح و شام چلنا
چلنا، چلنا، مدام چلنا
بیتاب ہے اس جہاں کی ہر شئے
کہتے ہیں جسے سکوں، نہیں ہے
رہتے ہیں ستم کشِ سفر سب
تارے، انساں، شجر، حجر، سب

ہوگا کبھی ختم یہ سفر کیا؟
منزل کبھی آئے گی نظر کیا؟

کہنے لگا چاند، ہم نشینو
اے مزاجِ شب کے خوشہ چینو
جنبش سے ہے زندگی جہاں کی
یہ رسم قدیم ہے یہاں کی
ہے دوڑتا اشہبِ زمانہ
کھا کھا کے طلب کا تازیانہ
اس رہ میں مقام بے محل ہے
پوشیدہ قرار میں اجل ہے
چلنے والے نکل گئے ہیں
جو ٹھہرے ذرا کچل گئے ہیں

انجام ہے اس خرام کا حسن
آغاز ہے عشق، انتہا حسن

---- یہ نظم علامہ شیخ محمد اقبال کی ہے، جو ان کی کتاب 'بانگِ درا' میں شامل ہے۔

اس نظم کا موضوع اور مرکزی خیال کیا ہے؟
شاعر نے اس نظم میں کس چیز کو زندگی کی بنیاد کہا ہے؟
اس نظم کے طرزِ تحریر اور اس کے انداز بیان پر روشنی ڈالیے۔
اس نظم کو پڑھنے کے بعد آپ کے ذہن میں کیا تاثر پیدا ہوتا ہے؟